غوثِ اعظم

پر اعتراضات کے جوابات

طصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

سیدنا و مولانا و ملجانا حضورِ غوثِ اعظم رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کی مشہور کرامت "بڑھیا کا بیڑہ" پر جو کچھ فقیر نے لکھا، تا حال تردید کسی نے نہیں لکھی۔ اب ارادہ ہوا کہ اس رسالہ میں مزید وہ بحثیں (پہلو یا مباحث) بھی لائی جائیں جو حضورِ غوثِ اعظم رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ پر منکرین کے اعتراضات کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ انہیں مستقل مسائل بنا کر لایا جائے۔ پہلے رسالے کا نام "إِحَاطَةُ الأَذَى عَنْ غَوْثِ الوَرَى" تجویز کرتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

بحثِ اول: دَرسِیادت

آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کو انگریز، ایرانی النسل اور شیعہ سِرے سے سیّد نہیں مانتے۔ انگریز کے سوال کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے پڑھئے، اور شیعہ کی عبارت اور اس کے جوابات آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ یہ غلط خیال ہے کہ آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ ایرانی النسل تھے، نہ ہی اس دعوے کے لئے کوئی سند پیش کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کے معاصرین (ہم عہد والے) خصوصاً وہ عُلماء جو آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے (یعنی مؤدّب ہو کر شاگردی اختیار کرتے تھے)، مثلاً مفتیِ عراق ابو بکر عبدُ اللہ بن نصر بن حمزہ البکری البغدادی، اپنی کتاب "انوار الناظر" میں جو حضرت سیّدُنا عبدُ القادر جیلانی رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کی سیرت سے متعلق ہے، اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔ ایرانی، حبشی، زنجی (یعنی نیگرو) یا تُرک کی نسبت کو نہ اس زمانے میں مسلمان پست تصوّر کرتے تھے، اور نہ قُرونِ وسطیٰ (یعنی درمیانی صدیوں) کے کسی دور میں، کیونکہ "نیچ ذات" خالص ہندوانہ تصوّرِ حیات (یعنی سوچنے کا طریقہ) ہے۔ مَفروضات (من گھڑت باتوں) کی دنیا وسیع ہے، بلکہ بعض اوقات گھناؤنی (بُری اور ناپسندیدہ) بھی نظر آتی ہے۔ اور شیعہ کا خیال ہے کہ شیخ سیّد نہ تھا[1] (ملاحظہ ہو)۔ (کلیدِ مناظرہ، صفحہ 414)

جواب: یہ صرف شیعوں کی متعصّبانہ (جانبدارانہ) چال ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ حضور غوثِ پاک رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے شیعہ عقائد کی بھرپور تردید (ردّ) فرمائی ہے، ان کا قاعدہ (اصول) ہے کہ جو ان کے نظریات کا مخالف ہو، اسے سبّ و شتم (گالیاں دینا) اور الزام تراشی و بہتان بازی (جھوٹے الزام) سے نوازتے ہیں، یہاں تک کہ اُنہوں نے ائمہ زادوں (یعنی ائمہ کے اولادوں) کو بھی معاف نہیں کیا۔ مثلاً حضرت زید بن علی (زینُ العابدین) بن حسین بن علی بن ابی طالب رضیَ اللہُ عنہمایعنی حضرت حسین کے پوتے اور حضرت زینُ العابدین کے صاحبزادے کو کافر کہتے ہیں، حالانکہ وہ عالم، متقی اور پرہیز گار تھے۔ مروانیوں کے ہاتھ شہید

---

(1) کلید مناظرہ مع اضافہ، صفحہ نمبر 380، منیجر کتب خانہ حسینیہ لاہور۔

ہوئے، اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں، اور ویسے ہی ابراہیم بن موسیٰ کاظم یعنی حضرت امام حسن عسکری کے بھائی کو بھی کذّاب (جھوٹا) کہا۔ پھر حسن بن مثنّٰی اور اُن کے صاحبزادے حضرت عبدُاللّٰہ محض، اور اُن کے بیٹے حضرت محمد مُلقّب بہ نفسِ زکیّہ کو کافر و مُرتد لکھتے ہیں، اور ابراہیم بن عبدُاللّٰہ اور زکریا بن محمد باقر، اور محمد بن عبدُاللّٰہ بن حسین بن حسن، اور محمد بن قاسم بن حسن، اور یحییٰ عمر جو کہ حضرت زید بن امام زینُ العابدین کے پوتوں میں سے ہیں، ان سب کو کافر و مُرتد کہتے ہیں۔ اِسی طرح وہ تمام ساداتِ حسینیہ و حسنیہ جو حضرت زید بن علی امام زینُ العابدین کی امامت اور بزرگی کے قائل ہیں، سب کو گمراہ جانتے ہیں۔ تفصیل اور حوالہ جات فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ" میں ملاحظہ ہوں۔

بناءبریں (اس بناپر)، اگر وہ غوثِ جیلانی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کو گالیاں دیں اور بُت پرست اور یہودیوں کا چوہدری (یعنی سردار) "کلیدِ مناظرہ"[2] میں لکھیں، تو مجبور ہیں، ورنہ غوثِ اعظم رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کے نسبِ مبارک کو تاریخ نے سورج سے زیادہ واضح (یعنی بالکل روشن اور بے غبار) کیا ہے۔

دَلائل از کُتُبِ شیعہ

1. شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے "تذکرۃ السّادات"[3] میں لکھا ہے کہ "سلسله انساب پدری حضرت قطبِ ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر الجیلانی بموسیٰ جون بن عبدالله المحض بن حسن مثنی بن امام حسین علیه السلام منهی شود"[4]

کتابِ مذکورہ کی عبارتِ مَسطورۂ بالا (یعنی اوپر لکھی گئی عبارت) لکھ کر منکرین کو یعنی شیعوں کو یوں سمجھاتے ہیں کہ "ہر طعن بر ایشاں دارد از روئے عقائد دارد نه ازروئے نسب و اگر طعن ازروئے نسب باشد لاحاصل است جرا که درتواریخ نساباں ماضیه سیادت ایشاں ثابت است۔"[5] یعنی جو کوئی مذہبِ شیعہ میں ان پر طعن کرتا ہے تو بوجہ ان کے مذہب (سنی) کے ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب پر کسی کو طعن کرنے کی گنجائش ہی نہیں، اگر کوئی کرے بھی تو بے وقوفی ہے اس لئے کہ سابِق دور میں جتنا نسب بیان کرنے والے محققین ہیں سب کے نزدیک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سِیادَت مسلّم ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "سیّد قطب الدین حسنی حسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین است۔"[6]

۲۔ مرتضیٰ شیعی نے "بحر الانساب" میں لکھا ہے کہ "سید عبدالقادر جیلانی رضی الله تعالی عنه منسوب است بعبد الله بن یحیی بن محمد رومی بن داؤد الا میر الکبیر بن موسیٰ ثانی الخ" یاد رہے کہ یہ موسیٰ حضرت حسن مثنی کے پڑپوتے ہیں۔[7]

۳۔ "روضۃ الشہداء" میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ "قطب الاقطاب سیّدی محی الدین عبد القادر قدس سره منسوب است بعبد الله بن یحیی۔"[8]

---

(2) کلید مناظرہ مع اضافہ ، صفحہ نمبر 383 ، منیجر کتب خانہ حسینیہ لاہور۔

(3) یہ کتاب بفرمان سلطان بن سلطان شاہ عالم بہادر شاہ غازی فرزند سلطان اورنگزیب جو شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ ساداتِ کرام صحیح النسب کے بیان میں لکھی گئی اور نہایت دِقّت نظر سے اعلیٰ درجہ کی پرکھ، جانچ پڑتال کے بعد تیار ہو کر عمل درآمد کے لئے پیش کی گئی۔ برخوردار نے مطبوعہ ممبئی کتاب کے ٹائٹل پر مؤلف کی شان میں یوں لکھا ہے کہ

قِبْلَةُ وَكَعْبَةُ نَجِيِّ الطَّرَفَيْنِ مُرْتَضَى ، الْمُلَقَّبِ بِعِلْمِ الْهُدَى ، مِنْ جَدِّهِ عَلِيِّ الْمُرْتَضَى عَلَيْهِ أَلْفُ التَّحِيَّةِ وَالثَّنَاءِ۔ اُویسی

(4) (یعنی پدری سلسلۂ نسب حضرت قطب ربانی، بحر المعانی، شیخ الجن والانس، شیخ عبد القادر جیلانی سے شروع ہو کر موسیٰ جون بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسین علیہ السلام تک جاتا ہے۔) (نوری)

(5) غوث اعظم ، صفحہ نمبر 217 ، 218 ، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(6) غوث اعظم ، صفحہ نمبر 218 ، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(یعنی سید قطب الدین حسنی حسینی حضرت غوث الثقلین کے پوتے (نسلی وارث) ہیں۔) (نوری)

(7) غوث اعظم ، صفحہ نمبر 218 ، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(یعنی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کا نسب عبد اللہ بن یحییٰ بن محمد رومی بن داود الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی سے منسوب ہے۔) (نوری)

(8) غوث اعظم ، صفحہ نمبر 218 ، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

اَہلِ سُنّت کی کُتُب سے ان کا تو کوئی شمار نہیں۔ چند ایک مشاہیر (مشہور و معروف عُلماء و شخصیات) کے اَسماء (نام) درجِ ذیل ہیں:

عارف جامی "نفحاتُ الانس"[9] میں، ملا علی قاری نے "نُزہتہ الخاطر"[10] میں، علامہ علاؤ الدین نے "تحفۃ الابرار" میں، علامہ اربلی نے "تفریح الخاطر"[11] میں، سلالۃ الافاضل علامہ سیّد محمد مکی نے "سیفِ ربانی"[12] میں، علامہ شیخ سراج الدین شافعی نے "دُرَرُ الجَواہِر" میں، علامہ سیّد مومن نے "نورالابصار"[13] میں۔ وَغَيْرُهُمْ (رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى) فِي غَيْرِهِمْ لَا يَعْلَمُ عَدَدَهُمْ إِلَّا اللهُ وَرَسُولُهُ الأَعْلَىٰ (جَلَّ جَلالُهُ وَﷺ)[14]

فقیر صرف علامہ شہیر، فہامہ بے نظیر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے:

الشيخُ السَّيِّدُ عَبْدُ القادِرِ الجِيلانيِّ سِيِّدٌ شَرِيفُ الطَّرَفَيْنِ صَحيحُ النَّسَبَيْنِ مِنَ الأَبَوَيْنِ الْإِمَامَيْنِ الْأَحْسَنَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِحَسَبِ الِابْتِدَاءِ الَّذِي عَلَيْهِ الانْتِهاءُ مُتَواتِرٌ صَحيحٌ ثابِتٌ ظاهِرٌ كَظُهُورِ الشَّمْسِ فِي رَابِعَةِ النَّهارِ لَا يُقْبَلُ الحَمْحَمَةُ وَالنِّزاعُ كَمَا عَلَيْهِ الإِجْماعُ رَغْمًا لِلْمُبْتَدِعَةِ الرَّافِضَةِ أَهْلِ الزَّيْغِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقاقِ حَفِظَنَا اللهُ وَالْمُسْلِمِينَ مِن كَيْدِ الحاسِدِينَ الضّالِّينَ الْمُضِلِّينَ الَّذِينَ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَلَا حَاجَةَ لِإِقَامَةِ الدَّلِيلِ عَلَى هَذَا النَّسَبِ الشَّرِيفِ الْواضِحِ الثّابِتِ الْمَشْهُورِ كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ:

فَلَا يَصِحُّ فِي الأَذْهَانِ شَيْءٌ إِذَا اِحْتَاجَ النَّهَارُ إِلَى دَلِيلٍ[15] (نزہتہ الخاطر)

اِسی طرح "حجۃ البیضاء" میں لکھا ہے کہ

اَلشَّيخُ مُحْيُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ سِيِّدُ عَبْدُ القادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ رَحِمَهُ اللهُ نَسَبُهُ الشَّرِيفُ مِنْ جَانِبِ الأُمِّ إِلَى الإِمَامِ الْهُمَامِ سِيِّدِنَا الإِمَامِ الْحُسَيْنِ ثَبَتَتْ بِرِوَايَةِ الْمُعْتَدَّاتِ مِنَ الْمُعْتَبَرَاتِ الثِّقَاتِ الْعُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِينَ وَالْمُؤَرِّخِينَ وَالْفُقَهَاءِ الْكَامِلِينَ الْعَامِلِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى۔[16]

(یعنی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کا نسب عبد اللہ بن یحییٰ سے منسوب ہے۔)(نوری)

(9) نفحات الانس (مترجم)، صفحہ نمبر 530، شبیر برادرز اردو بازار لاہور.

(10) نزهة الخاطر الفاتر، رقم الصفحة 12، مؤسسة الشرف لاهور باكستان.

(11) تفريح الخاطر في مناقب الشيخ عبد القادر، المنقبة الخامسة والستون في نسبه من الطرفين، رقم الصفحه 67.

(12) السيف الرباني في عنق المعترض على الغوث الجيلاني، رقم الصفحة 11، المطبعة الرسمية التونسية.

(13) نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار، خاتمة الكتاب في ذكر مناقب الأربعة الأقطاب، رقم الصفحة 474.

(14) (اور دیگر لوگ انکے علاوہ، جن کی تعداد صرف اللہ اور اس کا اعلیٰ رسول جانتے ہیں۔)(نوری)

(15) نزهة الخاطر الفاتر، رقم الصفحة 12، مؤسسة الشرف لاهور باكستان.

(یعنی شیخ سید عبد القادر جیلانی، دونوں طرف سے شریف نسب کے حامل ہیں، یعنی والد اور والدہ دونوں کی جانب سے معتبر اور صحیح نسب رکھتے ہیں۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے صحیح وارث ہیں۔ ان کا نسب ابتدائے سلسلہ سے لے کر انتہا تک متواتر، صحیح اور ثابت ہے، اور ان کی شہرت اتنی واضح ہے جیسے سورج دن کے وسط میں نمودار ہوتا ہے۔ ان کے نسب پر جھوٹ اور جھگڑا قبول نہیں کیا جاتا، جیسا کہ علماء کے اجماع کے مطابق ہے، چاہے رافضی مبتدع، گمراہ یا جھگڑالو لوگ اس سے اختلاف کریں۔ اللہ ہم سب اور مسلمانوں کو حسد کرنے والے گمراہ لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے، جو دوسروں کو اللہ کی دی ہوئی فضیلت پر حسد کرتے ہیں، حالانکہ اللہ خود سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اس شریف، واضح اور مشہور نسب کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، جیسا کہ شاعر نے کہا: "ذہنوں میں کوئی چیز صحیح نہیں لگتی، جب تک دن کو اس کا دلیل نہ ملے۔")(نوری)

(16) (شیخ محی الدین ابو محمد، سید عبد القادر الحسنی الحسینی، رحمۃ اللہ علیہ، کا شریف نسب ماں کی جانب سے امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ یہ نسب معتبر اور ثابت شدہ ہے، جیسا کہ معتبر علماء، محدثین، مورخین اور کامل فقیہ و عامل علماء نے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔")(نوری)

فائدہ: ہم نے اِختصار (خلاصہ یا کمی) کے پیشِ نظر اِن دو عبارتوں کے اَسماء (ناموں) پر اِکتفاء کیا ہے (یعنی کافی سمجھا)، ورنہ سینکڑوں سے تعداد آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ چونکہ وہ طویل الاطائل (بہت زیادہ طویل اور پھیلاؤ والا) اور اَمر لاحاصل (بے فائدہ معاملہ) ہے، اِسی لئے ترک کر دیا۔ مُنصِف مزاج کے لئے اِتنا کافی، اور ضدّی، ہٹ دَھرم (ضد پر اَڑا رہنے والے) کے لئے دفاتر (بہت سی کتابیں) بھی ناکافی۔

ماں کی طرف سے نسب شریف یوں ہے:

السَّيِّدُ الشَّيخُ مُحْيُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ القادِرِ ابْنُ السَّيِّدَةِ أُمِّ الخَيْرِ أُمَّةِ الجَبَّارِ فَاطِمَةَ بِنْتِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللهِ الصُّومِعِيِّ الزَّاهِدِ ابْنِ السَّيِّدِ أَبِي جَمَالِ الدِّينِ مُحَمَّدِ ابْنِ السَّيِّدِ مَحْمُودٍ ابْنِ السَّيِّدِ أَبِي العَطَاءِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ السَّيِّدِ كَمَالِ الدِّينِ عِيسَى ابْنِ السَّيِّدِ الإِمَامِ أَبِي عَلَاءِ الدِّينِ مُحَمَّدِ الجَوَادِ ابْنِ الإِمَامِ عَلِيِّ الرِّضَا ابْنِ الإِمَامِ مُوسَى الْكَاظِمِ ابْنِ الإِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ ابْنِ الإِمَامِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ ابْنِ الإِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلِيّ ابْنِ الإِمَامِ الهُمَامِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ ابْنِ سَيِّدِنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔[17]

اِن قوی (بہت مضبوط) دلائل کے بعد حضورِ سرورِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی (معزز فرمان) مدِّ نظر (سامنے رکھنا) ضروری ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا يجمع أمتي على ضلالة۔''[18] یعنی میری اُمّت کا گمراہی پر اجتماع نہیں ہو سکتا، اور فرمایا: ''يَدُ اللهِ عَلَىٰ الجَمَاعَةِ''[19] یعنی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، یعنی حق جماعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہم نے مضمونِ سابق (پچھلے بیان) میں نہ صرف اہلِ سنّت و جماعت کی تصریحات (واضح اقوال) پیش کی ہیں بلکہ اہلِ تشیع کے بہت بڑے بڑے مُجتہدین اور آقاؤں کی غلط فہمیوں کی تردید (ردّ اور جواب) بھی عبارات میں پیش کی ہیں۔ اس کے باوجود پھر بھی کوئی ضدّی (ہٹ دھرمی) کرتا ہے تو اُسے بھی حضور ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات غور سے پڑھنے چاہییں۔ ''مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔''[20] (ابنِ ماجہ) ''جو جماعت سے ہٹ کر اپنی رائے پر ڈٹا رہے تو وہ جہنم میں جائے گا''، اور فرمایا: ''من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه''[21] (احمد، ابوداؤد)

یعنی جو بھی جماعت سے ایک بالشت بھر علیحدہ ہوتا ہے تو وہ سمجھے کہ وہ اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال رہا ہے۔

اِن تمام تر دلائل سے سیّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیّد ہونے کا کوئی منکر ہے تو اُن کی سیادت (نسبی بزرگی) میں کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی، البتہ منکر (انکار کرنے والے) کی بد قسمتی (خرابیِ نصیب) کا ثبوت ہو گا، اور نقصان ہو گا تو اُس کا، اس لئے کہ سورج پر تھوکنے سے تھوک اپنے ہی منہ پر پڑتی ہے۔

تَتِمّہ بحث النسب: یاد رہے کہ نہ صرف موجودہ شیعہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب شریف کے منکر ہیں بلکہ ایک مدت سے یہ تحریک جاری ہے۔ سب سے پہلے "عمدة المطالب فی نسب آل ابی طالب" کے مصنف نے یہ حرکت کی اور اس کا مصنف زیدی شیعہ تھا، چنانچہ ''حج الکرامہ، صفحہ 231'' میں لکھا ہے: ''صاحبِ كتاب عمدة المطالب فی نسب آلِ ابی طالب كه نيز او از علمائے زيديه است''[22] پھر اس وقت سے نہ صرف اہلسنّت نے تردید کیں بلکہ علمائے شیعہ بھی اس کی تردید میں کمربستہ ہوئے جن کے چند حوالہ جات فقیر نے اُوپر لکھ دیئے۔

---

(17) نزهة الخاطر الفاتر, رقم الصفحة 12, مؤسسة الشرف لاهور باكستان.

(18) مسند أحمد, مسند القبائل, حديث أبي بصرة الغفاري, رقم الحديث 27224, 200/45, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421 هـ 2001 م.

(19) سنن النسائي, كتاب تحريم الدم, قتل من فارق الجماعة, رقم الحديث 4020, 92/7, المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة, الطبعة الأولى, 1348 هـ 1930 م.

(20) مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان, باب الاعتصام بالكتاب والسنة, الفصل الثاني, رقم الحديث 174, 62/1, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة, 1985

(21) مسند أحمد, مسند الأنصار, حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه, رقم الحديث 21561, 445/35, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421 هـ 2001 م.
سنن أبي داود, أول كتاب السنة, باب في الخوارج, رقم الحديث 4758, 136/7, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى, 1430 هـ 2009 م.

(22) غوث اعظم, صفحه نمبر 217, زاويه پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور.

بھکانے کا موجب: اصلی غرض تو ان کی وہی ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیعہ رافضی مذہب کے رد میں کمربستہ (مضبوطی سے تیار) رہے اسی لیے ان کی شخصیت کو ان کا گھٹانا (کم اہم ظاہر کرنا) ضروری ہوا پھر انہیں غلطی میں ڈالنے کا موقعہ مل گیا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب میں عموماً "الشیخ" لکھا جاتا ہے، شیعہ نے کہا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّد نہ تھے ورنہ انہیں شیخ کیوں لکھا اور کہا جاتا ہے اگرچہ اُن کے مذہبی پیشواؤں نے دلائل سے سمجھایا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً سیّد تھے منجملہ ان کے ایک دلیل یہ بھی دی کہ سیّد قطب الدین حسنی حسینی ہیں اور وہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچیرے بھائی (والد کی طرف سے بھائی کے بھائی) ہیں سیّد قطب الدین کے لقب میں بھی شیخ مذکور ہے اور اس کی ایک تاریخی دستاویز کتاب شیعہ "بحر الانساب"[23] صفحہ ۲۴ سے لیجئے۔ مصنف "بحر الانساب" بعض اولاد حسن یعنی سپاہ انگیز چچیرے برادر سیّدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لفظ شیخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

سپاہ انگیز بن ابراہیم بن زید بن امام حسن از بغداد روئے بولایت دارالمذجیلان نہاد ومدتے روزگار در شعب جبال بسر بردودیر اسپا ہ انگیز گفتند ازجہت آنکہ باہشام بن عبدالمالک بن مروان بسیار شد تازمان خلفاء بن عباس و آن ملعون حکم کردہ بودکہ سیّد صحیح النسب را بکشند چوں خلفائے بنی عباسی بکوہ پایہ نازندارن بموضع استاق رسید ند سیداں راز جرو سیاست می کردند کہ اینہا کہ دراستاچ می باشند شیخ اندسید نیستند چوں آں منافقین ایں سخنان شنید نددست از کشتن سادات بازداشتند وازاں زماں القاب ایشاں شیخ مذکوراست وسیادت شان مخفی بماند۔[24]

یعنی "سپاہ انگیز ابن ابراہیم بن زید بن امام حسن بغداد سے پہاڑوں میں چھپ گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہشام بن عبد الملک سے اُنہوں نے جنگ کی لیکن بوجہ کمی کے پہاڑوں میں وطن بنالیا۔ آپ کی اولاد بہت ہوئی۔ اس بدبخت خلیفہ (بدقسمت حکمران) نے حکم جاری کیا کہ ہر سیّد صحیح النسب (خالص نسب رکھنے والے) کو قتل کرکے ان کی بنیاد بھی ختم کردی جائے۔ اُنہوں نے تلاش کرکے ان حضرات کو پالیا لیکن وہاں کے لوگوں نے ان کی جان بچانے کے لیے قسم کھائی کہ یہ لوگ شیخ ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت سے ان کا نام شیخ مشہور ہوگیا۔ اس روایت سے شیعوں کا وہ اعتراض بھی دفع ہوگیا جو لکھا کہ یہ نام جنگی دوست عجمی (غیر عرب) ہے۔"[25] (کلیدِ مناظرہ، صفحہ ۲۱۵)

اس سے اس کا مقصد یہی ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ایک عجمی (غیر عرب) تھے، اسی لیے سیّد نہیں (لا حول ولا قوۃ)۔ سوال یہ ہے کہ کیا عَجَمِیّت (غیر عربی ہونا) سیادت کو حائل (رکاوٹ) ہے؟ کیا لفظ "جنگی دوست" سے سیادت کی نفی ہوتی ہے؟ تو پھر اس طرح سپاہ انگیز کے لفظ سے بھی ان کے چچیرے بھائی کی سیادت کی نفی کرنی چاہیے، حالانکہ وہ غلط ہے۔ جس طرح وہ غلط ہے، تو یہ بھی غلط ہے۔

شیخ کہلوانے کی دوسری وجہ: اصطلاحِ صوفیہ (صوفیوں کی اصطلاح یا مخصوص تعبیر) میں شیخ نائب ووارثِ نبوت (پیغمبری کی نمائندگی کرنے والا اور اس کے بعد وارث) کو کہا جاتا ہے۔[26] اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کون وارث و نائب (پیغمبری کے نمائندہ اور وارث) ہوسکتا ہے۔ بہرحال، شیعہ اپنی اندرونی بیماری (باطنی کمزوری یا تعصب) سے غلط بیانی (جھوٹ یا غلط بیان) کرتے ہیں، ورنہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب شریف **أَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَالأَمْسِ** (سورج اور کل سے بھی زیادہ واضح) ہے۔

(یعنی "عمدۃ الطالب فی نسب آلِ ابی طالب" کے مصنف ہیں، جو زیدی علما میں سے ہیں۔) (نوری)

(23) اس کتاب کا تعارف بھی پہلے گذر چکا ہے۔ اُویسی غفرلہٗ

(24) غوث اعظم، صفحہ نمبر 218، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

(25) کلید مناظرہ مع اضافہ، صفحہ نمبر 381، منیجر کتب خانہ حسینیہ لاہور۔

(26) غوث اعظم، صفحہ نمبر 219، زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور۔

بحثِ ثانی درکرامت نمبرا: ہم اہلسنّت کراماتِ غوثِ اعظم میں بیان کرتے ہیں کہ شبِ معراج جب براق نے یہ بشارت (خوشخبری) حضور سرورِ عالم ﷺ سے حاصل کی کہ یومِ قیامت بھی مرکوب (سواری) نبوی وہی ہو گا تو ب ُراق اِس فَرحت (خوشی) وسُرور (مسرت) سے اتنا بلند ہو گیا کہ جس کی اُونچائی 40 ذِراع بتلائی گئی ہے۔ اس وقت حضور غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح نے بحکمِ خدا حاضر ہو کر عرض کی یاسیّدی اپنا قدم مبارک میرے شانہ (کندھے) پر رکھ کر سوار ہو لیجئے۔ حضور فداہ أبي و أمي نے اپنا قدم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر رکھا اور فرمایا: تیرا قدم تمام أولیاء اللہ کی گردنوں پر ہو گا۔ اس قدمِ مبارک کا اثر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانہ شریف پر پایا گیا۔[27]

تقریر اعتراض: دیوبندی عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً اس کرامت سے اس لئے انکار ہے کہ عالمِ ارواح (ارواح کی دنیا) سرے سے کوئی عالم نہیں، یہ ایک خیالی بات (گمان پر مبنی بات) ہے۔ دوسرے اگر ہوں بھی تو روح جسم کے داخلہ (داخل ہونے) سے پہلے بے خبر (ناواقف) اور لاشعور (احساس سے خالی) سے ہوتی ہے، اسی بناء پر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی روح کو کیا خبر تھی کہ نبی پاک ﷺ معراج پر تشریف لا رہے ہیں۔

تیسرے یہ اگر مان لیا جائے کہ روح کچھ کام کرتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کے لئے تو مانا جاتا ہے لیکن عام انسانوں کی اَرواح کیسے، اور پھر ابھی ان کی تخلیق بھی نہ ہوئی تو قبل از وقت (پہلے ہی مرحلے میں) یہ کام کیسا۔

چوتھے اگر واقعہ مان لیا جائے تو اِس طرح سے حضور ﷺ کی تحقیر (شان گھٹانا) ہوتی ہے کہ آپ نے ایک اُمتی سے اِستِعانَت (مدد طلب) فرمائی، اولاً سِرے سے اِستِعانَت شرک ہے، دوسرے یہ کہ نبی ﷺ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے اُمتی سے امداد (مدد) چاہے۔

الجوابات: ۱۔ عالمِ ارواح کے وجود کا انکار سورج کے انکار سے بھی زیادہ اَحمقانہ حرکت (نہایت بے وقوفی کی بات) ہے اس لئے کہ قرآن مجید و احادیثِ مبارکہ میں اِس کے متعلق تصریحات (واضح بیانات) موجود ہیں۔ ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى'' کا ارشادِ گرامی اِسی عالمِ ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا میثاق (پختہ عہد) اور بنی اسرائیل کا عَہد و پیماں (وعدہ و قرارداد) وغیرہ طویل مضامین کو اپنی تفسیر میں تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۔ اس کا جواب اُوپر مذکور ہوا کہ عالمِ ارواح میں روحیں لاشعور (احساس سے خالی) نہیں تھیں اور نہ ہی بے خبر (ناواقف) ورنہ ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کے سوال کا فہم (سمجھ) کیسا؟ پھر اس کے جواب "بَلٰى" کہنا کیوں؟ بلکہ ہر طرح کا شعور (آگہی) اور علم و سَمع و بَصر (سننا اور دیکھنا) تھی۔ صرف انکار اس لئے ہے کہ اس عالم کی باتیں ذہن سے اتر گئیں ورنہ حقیقت شناس ارواح (اصل حقیقت کو پہچاننے والی روحیں) تو یوں کہتی ہیں کہ

کن فیکون تاں کل دی گل اے اساں پہلے پریت لگائی　　اجاں وی اسانوں اوپے ڈسدے اوہے بیلے بوٹے کاہیں[28]

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کل قیامت میں کفار اس دنیا میں اپنے کرتوتوں کا انکار کریں گے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ اہلِ ایمان پر اپنی زندگی کا ماحول آنکھوں کے سامنے ہو گا۔ بعینہ (بالکل اسی طرح) یہی بات عالمِ ارواح کی ہے کہ وہ دور اہل اللہ کو تا حال آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے لیکن ہمارے جیسوں کو کچھ بھی یاد نہیں۔ دوسری مثال: ماں کے پیٹ میں رہنے کے بعد شیر خوار گی (دودھ پینے کا ابتدائی زمانہ)، بچپن کی زندگی وغیرہ ان کا حال میں حالات واقع ہوئے، ہم نے آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا لیکن یاد ایک بھی نہیں۔

عقلی دلیل: اب ہم جس آنکھ کو بینا (دیکھنے والی) اور کان کو شنوا (سننے والا) اور زبان کو گُویا (بولنے والی) مانتے ہیں، یہ بھی غور طَلَب (توجہ کے قابل) مسئلہ ہے کہ آنکھ اور کان کا یہ کارنامہ اپنا نہیں بلکہ روح کا تصرُّف (روح کا اثر و اختیار) ہے۔ اگر روح نہ ہو تو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتا ہے اور نہ زبان بول سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مردہ انسان یا حیوان میں تمام اعضاء موجود ہونے کے باوجود نہ بولتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے اس لئے کہ وہ جسم بے جان (روح سے خالی) ہے۔

---

(27) تفريح الخاطر في مناقب الشيخ عبد القادر , المنقبة الأولى في وضع قدم المصطفى صلى الله عليه وسلم على رقبته رضي الله عنه , رقم الصفحه 12.

(28) یہ اشعار حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ گولڑوی کے ہیں۔ (اُویسی غفرلہٗ)

اگرچہ اہلِ سنّت کے عقیدہ کے مطابق وہ سنتا بھی ہے، دیکھتا ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن بِالفِعل (عملی طور پر) تو اس سے یہ اُمور مفقود (غائب) ہیں، نہ بِالقُوَّۃ (محض صلاحیت کے درجے میں)۔ مخالفین کو اتنا تو یقین ہو گیا کہ جب یہ جسمانی کارخانہ روح کی طاقت کا محتاج ہے تو ثابت ہوا کہ حقیقی شُعور (اصل آگہی)، سَمع (سننا)، بَصر (دیکھنا)، نُطق (بولنا) روح کا ہے۔ جب عالمِ اَجسام (جسمانی دنیا) میں حَقیقۃً (درحقیقت) وہی اِن جُملہ اُمور سے مَوصوف (یہ صفات رکھنے والی) ہے، تو پھر عالمِ ارواح میں ماننے سے انکار کیوں؟ پھر مرنے کے بعد بھی یہی کیفیت ہے کہ جسم میں جس جَوہر (اصل قوت) سے نُطق، سَمع، بَصر وغیرہ حاصل تھا، اب جسم سے خارج ہونے کے بعد اس کے لئے وہابیہ دیوبندیہ کو انکار کیوں؟ اس سے ثابت ہوا کہ ارواح کو عالمِ ارواح میں ہر طرح کا شُعور، سَمع و بَصر، نُطق وغیرہ حاصل تھا۔

۳۔عالمِ اَرواح کا شُعُور مَدْ کُور عام ہے، وُہ اَنبیاء علیہمُ السَّلام کا ہو یا اَولیاءِ کِرام کا یا دوسرے عَوام کا، فَرْق کرنے کا کیا مطلب؟ اور پھر اَنبیاء علیہمُ السَّلام کی مُلاقات (یعنی باہمی ملنا) اور نَماز اور مسجدِ اَقصیٰ کی اِقْتِدا (یعنی پیروی) اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے باہمی گفتگو، جس طرح اَنبیاء علیہمُ السَّلام کے لئے ثابت ہے، عَوام اَرواح کے متعلق بھی ثابت ہے۔ "كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي رَأَيْتُ رِجَالًا مِنْ أُمَّتِي فِي لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ إلخ"[29] یعنی میں نے شبِ مِعراج اپنی اُمّت کے بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ اس کی مزید تَفصیل و تَحقیق فقیر کی کتاب "مِعراج" میں ملاحظہ ہو، اور قَبْلَ اَز وَقْت تحقیق کا سوال اَحْمَقانہ (یعنی بے عقلی پر مبنی) ہے، اس لئے کہ اَرواح اَجسام سے ہزاروں سال پہلے پیدا ہوئیں۔ چُنانچہ چند دلائل جوابِ اَوّل میں اِشارۃً گُذرے، مزید تَفصیل فقیر نے "تفسیرِ اُویسی" میں لکھ دی ہے۔

۴۔شبِ مِعراج حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیتُ المقدس اور پھر وہاں سے لامکان تک جاتے ہوئے سَواریوں کے مُحتاج رہے، تو یہ حَماقت (یعنی بے وَقوفی) بلکہ ضَلالَت (گمراہی) ہے، ورنہ سب جانتے ہیں کہ مِعراج پر تشریف لے جانے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سَواریوں کے مُحتاج نہ تھے، بلکہ جِبرِیل علیہِ السَّلام سے لے کر عَرشِ مُعَلّٰی تک جو بھی شبِ مِعراج حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خِدمت کے لئے حاضر ہوا ہو، وہ اُس کی اپنی سَرفَرازی (یعنی بلندی) اور سَعادَت مَندی کے لئے تھا، نہ یہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اُس کی ضرورت تھی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ شبِ مِعراج تمام علوی کائِنات، کُرُوبِیُّوں، قُدْسِیُّوں اور عَرشِیُّوں سمیت، کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مِعراج ہوئی، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سَرشاری (یعنی بے خود کرنے والی لذّت) سے مِعراج پائی۔ اس کی مزید تَفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "المعراج" میں دیکھیے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ حاضر ہونے والوں کی سَعادَت کے لئے، یا پھر ان میں اَسرار و رُموزِ مَخْفِیَّہ (یعنی پوشیدہ راز) تھے، "لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ وَ رَسُولُهُ الْاَعْظَمُ جَلَّ جَلَالُهُ وَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔[30] منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ علوِیُّوں کو ظاہر کرنا تھا کہ جنہیں تم: "اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ"[31] (پارہ1، سورۃ البقرۃ، رکوع4، آیت30) کا طَعْنہ دیتے تھے، ان کی حالت یہ ہے کہ اب ان کی پَرواز کو دیکھو۔ جیسے حضرت بِلَال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جبرائیل علیہ السلام سے پہلے بہشت میں موجود دِکھایا گیا تاکہ جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ماتحت فِرِشتوں نے "بِلالی پَرواز" کو دیکھا۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضِری بھی اسی راز کی ایک کڑی ہے، اور بتایا گیا کہ یہ پَرواز صرف زمانۂ نبوت تک محدود نہیں بلکہ اس اُمت کے بہت سے اَفراد کو ایسی پَرواز حاصل ہے۔ اسی پَرواز کا راز سیّدُنا و مولانا اُویس قَرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرش کے سایہ تلے گدَری اوڑھ کر آرام فرمانے کا منظر بھی ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل فقیر کی کتاب "سوانح اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ" میں دیکھئے۔

اس کی ایک نَظیر امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی ہے جو سیّدنا موسیٰ علیہِ السَّلام کے ساتھ ان کی باہَم گفتگو ہوئی۔ تفصیلی واقعہ فقیر کی تفسیر "فیوضُ الرَّحمٰن ترجمہ رُوحُ البیان" پارہ دوم میں دیکھئے۔ (تفریح الخاطر)

---

(29) تفريح الخاطر في ترجمة الشيخ عبد القادر, المنقبة الأولى, رقم الصفحه 14.

(30) (اسے صرف اللہ اور اس کا عظیم رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جانتے ہیں۔) (نوری)

(31) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔

بحث سوم: نفحاتُ الانُس، قلائدُ الجواهر، بحرُ السّرائر، زُبدۃُ المَوالید وغیرَہا(وغیرہ دیگر کتب) میں متفق ہو کر لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ مکرّمہ فرمایا کرتیں کہ میرا لختِ جگر(جگر کا ٹکڑا، بیٹا) عبد القادر رمضان شریف کے دِنوں میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ایک بار ہلالِ رمضان میں اختلاف پیدا ہوا لوگ سَراسیمہ(پریشان) وحیران تھے یہاں تک کہ دِن ہو گیا لیکن اختلاف نہ مٹا بوجہِ شُہرت(مشہور ہونے کی وجہ سے) کہ ساداتِ جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔دَرِ دولت پر اِستفسار(پوچھ گچھ) کے لئے پہنچ کر اطلاع دی، جواب آیا کہ "اَمروز عبدالقادر شیر نخوردَہ است"[32] اس کے بعد اَطراف(اردگرد کے علاقوں) سے بھی خبریں پہنچ گئیں کہ چاند دیکھا گیا ہے۔[33]

اعتراض: عقل(سمجھ) باوَر(یقین) ہی نہیں کرتی کہ چھوٹے بچوں کو بالخصوص شیر خوار گی(دودھ پینے کی عمر) میں لاشعوری(بے اختیاری کیفیت) ہوتی ہے یہاں تک کہ "معقول" میں مُسَلَّم(مانا ہوا) قائدہ ہے کہ بچہ ایک عرصہ تک اتنا شعور(جاننے کی صلاحیت) ہی نہیں رکھتا کہ میری حقیقی(اصل) ماں کون ہے، اس کے سامنے جو بھی آتا ہے اُسے ماں سمجھتا ہے۔جب اُس کے گھر کی بات کا یہ حال تو پھر آسمانی اُمور(آسمانی حقائق) سے اسے کیا تعلق؟ پھر ایسے بچوں کو عبادت سے کیا واسطہ بالخصوص غذائی معاملہ(کھانے پینے کا مسئلہ) تو اس کے لئے مزید نہ صرف پریشانی(اذیت) کا مُوجِب(سبب) ہے بلکہ موت وحیات(زندگی اور مرنا جینا) اسی سے وابستہ ہے کہ اگر اسے ماں کا دودھ نہ ملے تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

الجواب: یہ عام آدمیوں کے متعلق ہے اور سیّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادَر زاد(پیدائشی) وَلی تھے، چند حوالہ جات(دلائل) اور قرائن اور علامات ملاحظہ ہوں۔

۱۔بہجۃ الاسرار اور نور الابصار اور طبقات میں امام شَعرانی قُدِّسَ سرُّہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ سیّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والدہ کے بطنِ مبارکہ(مقدس پیٹ) میں اللہ تعالیٰ نے سو دَفعہ اپنی تجلی(نورانی جلوہ) سے مُشَرَّف(سرفراز) فرمایا۔ كَمَا قَالَ: إِنَّ اللهَ تَجَلَّىٰ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔[34]

۲۔حضرت غوثِ صَمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ اپنی ولایت کی کیفیت کس عمر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وارد(ظاہر) ہوئی؟ تو فرمانے لگے کہ لڑکپن(بچپن) ہی میں۔پوچھا: وہ کیوں کر؟ جواب دیا کہ میں مکتب(درسگاہ) جاتا تو غیبی(نادکھائی دینے والی) آوازیں سُنائی دیتی تھیں کہ ولیُّ اللہ کو جگہ دو۔اسی اثناء(اسی دوران) میں ایک بزرگ بَصَرَۃِ انسان(گہری بصیرت والے مردِ حق) نے بُوتِ غیبی(غیبی آواز) سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے؟ اس پر اُس بزرگ نے کہا: یہ عظیمُ الشان(بہت بلند مرتبہ) ہو گا۔فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس(۴۰) برس کے بعد اس بزرگ کو دیکھا تو وہ ابدالِ وقت(اولیاءِ خاص میں سے) تھا۔[35]

قلائد الجواهر: توفیقِ الٰہی ہر وقت شاملِ حال تھی، شوقِ علم سے سینہ لبریز تھا۔ نجمی(یعنی ستاروں جیسی شان رکھنے والے) مولانا جامی وغیرہ لکھتے ہیں کہ غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں وفاتِ والد کے بعد بھی جوان پورا نہیں تھا۔عَرَفہ کے دن بیر و نَجات کے سیر کو نکلا اور بیل کے پیچھے ہو لیا۔ اس بیل نے میری طرف پلٹ کر دیکھا: "يا عبدالقادر ما لِهٰذا خُلِقتَ وما لِهٰذا أُمِرتَ" یعنی اے عبد القادر! تُو اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کا حکم دیا گیا۔میں اس عجیب(حیرت انگیز) کو دیکھ کر ڈرتا ہوا پھر واپس گھر آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔مجھے اس وقت ایسا اِنکشاف(یعنی غیبی مشاہدہ) ہوا کہ میں نے حاجیوں کو عرفات کے میدان میں دیکھ لیا۔پھر میں اُتر کر بخدمتِ والدۂ ماجدہ حاضر ہو کر التماس کی کہ مجھے راہِ خدا میں وقف فرما دیجئے اور کھلے دل سے بخوشی اجازت فرمایئے کہ میں تحصیلِ علم بھی کروں اور صُلحاء کی زیارت سے شرف یاب ہوں۔

---

(32)(یعنی آج عبد القادر نے دودھ نہیں پیا۔)(نوری)

(33) نفحات الانس (مترجم)، صفحہ نمبر 531، شبیر برادرز اردو بازار لاہور.
قلائد الجواهر (بتحقيق أحمد فريد المزيدي)، رقم الصفحة 186, 187.

(34) نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار، خاتمة الكتاب في ذكر مناقب الأربعة الأقطاب، رقم الصفحة 490.

(35) قلائد الجواهر (بتحقيق أحمد فريد المزيدي)، رقم الصفحة 196.

والدہ نے مجھ سے اس دَفعۃً (یعنی اچانک) تیاری کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے قصّۂ مذکورہ مِن و عَن (یعنی جوں کا توں) سنایا۔ آپ میری مُفارقت (جدائی) پر آبدیدہ ہوئیں اور اَسّی (۸۰) دینار کہ متروکہ والدِ ماجد تھے لا کر میرے سامنے رکھ دیے اور کہا کہ جس قدر مناسب ہوں لے لیجئے اور خدا حافظ۔ میں نے چالیس (۴۰) دینار اُٹھا لیے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چالیس (۴۰) دینار میری گودڑی میں ٹانک دیے اور نصیحت کی اور عہد لیا کہ ہر حال میں سچ کہتے رہنا۔ اور اجازت فرما کر الوداع کرتی ہوئیں دروازے تک قدم رنجہ فرمایا اور روتے ہوئے کہا کہ میں نے محض طلبِ رضائے الٰہی پر تمہیں اپنے پاس سے جدا کیا اور تیرے جیسے فرزند کے دیدار کو حِسبَۃً لِلّٰہ (خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے) قَطع کر دیا۔ اب بجز (سوائے) قیامت تیرا دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔

فرماتے ہیں کہ میں رخصت لے کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ، جو بغداد کی جانب جا رہا تھا، ہمدان سے جب ہم گزرے تو اچانک ساٹھ (۶۰) سواروں نے گھیر لیا اور قافلے کو لوٹ لیا، لیکن مجھ سے مُتَعَرِّض (یعنی اعتراض کرنے والا) نہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد، ان میں سے ایک نے میرے پاس آ کر کہا کہ "اے فقیر! تو بھی اپنے پاس کچھ رکھتا ہے؟" میں نے سچ کہہ دیا کہ چالیس (۴۰) دینار (چالیس سونے کے سکے) ہیں۔ اس نے پوچھا: "کہاں ہیں؟" میں نے جواب دیا: "بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں۔" اس نے اس کو اِستِہزاء (مذاق) خیال کر کے میرا خیال چھوڑ دیا۔ بعد میں ایک دوسرا قَزّاق (یعنی ڈاکو یا لُٹیرے) میرے نزدیک ہو کر پوچھنے لگا کہ "آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس کوئی چیز ہے؟" میں نے وہی جواب دیا۔ وہ بھی رَفو چکر (ادھر ادھر) ہوتا نظر آیا۔ اتفاق سے اُنہوں نے اپنے سردار کو یہ ذکر کیا۔ اس نے مجھے اس حالت میں بلایا کہ وہ تقسیمِ مال (لوٹے گئے مال کی تقسیم) کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی پوچھا: "کہاں ہیں؟" میں نے جواب دیا: "بغل کے نیچے پیراہن میں سلے ہوئے ہیں۔" اس نے میرے کپڑے کو چیرنے، پھاڑنے کا حکم دیا۔ جتنے دینار میں نے کہے تھے، اتنے نکال کر سامنے رکھ دیے گئے۔ پھر تعجب میں آ کر سردارِ قزاقان (ڈاکوؤں کے سردار) نے مجھ سے خطاب کیا کہ "وجہِ اعتراف کیا ہے؟" میں نے کہا: "میری والدہ نے مجھے صِدق (یعنی سچائی) اور راستی کا عہد لیا ہوا تھا، میں نہیں پسند کرتا کہ اس میں خیانت کروں۔" میرے اس قول پر ایسا اثر ہوا کہ وہ رونے لگا اور کہا: "چند سال ہوئے ہیں کہ پروردگارِ عالم کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں، اور یہ لڑکا اپنی والدہ کے عہد کی خیانت کرنا پسند نہیں کرتا۔" اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، پھر اس کے ماتحت بھی سب کے سب میرے ہاتھ پر تائب ہوئے اور قافلے کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

فرماتے ہیں: **"اولاً تائبان بردستِ من ایشاء بودند"**[36] فرماتے ہیں کہ 88ھ میں بغداد داخل ہوئے اور قلیل زمانہ میں تمام علوم میں مہارت پیدا کی کہ **"بر اقران خود فائق شدہ"**۔[37] غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ طالبِ علمی کے زمانہ میں مجھے ایسے ایسے بھوک کے صدمے ہوئے کہ عالِم الغیب جانتا ہے، لیکن میں نے بھی سوال نہ کیا۔ حتیٰ کہ چند یوم کے فاقے نے مجھے ایسا تنگ کیا کہ اگر خدائی امداد نہ ہوتی تو اس کا نبھانا ناممکن تھا۔ آخر کار نوبت بایں جا رَسید (پہنچی) کہ میں ایک مسجد میں لیٹا ہوا تھا، کہ ایک فارسی جوان جو مسجد میں آ کر میرے سامنے روٹی اور بَریان (بھنا ہوا گوشت) کھانے لگا۔

میرا نفس قریب تھا کہ بے صبری کر کے اس کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت طلب کروں، لیکن میں نے اسے روکا کہ یہ اَمر (کام) ناز یبا ہے۔ اتنے میں اس شخص نے خود مجھ سے صلح کی۔ میں نے انکار کیا۔ اس نے مجھے کہا: "آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟" میں نے جواب دیا: "جیلان کا" کہنے لگا خوب۔ آپ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: "میں وہی ہوں"۔ پھر وہ جوان بے چین ہو گیا اور کہنے لگا: "واللہ! تین یوم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے مجھے آٹھ (۰۸) دینار بھجوائے تھے کہ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دینا، اس امانت کے سُپُرد کرنے کے لیے میں تلاش کرتا رہا۔ یہ کھانا بھی بوجہ تنگدستی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقم سے لایا ہوں، پھر معافی طلب کی اور مجھے

---

(36) (یعنی سب سے پہلے تائبین اس کے ہاتھ میں موجود تھے۔) (نوری)

(37) (یعنی اپنے دور میں سب پر برتری حاصل کرنے والا ہو گیا) (نوری)

شریک ہونے کو کہا۔ "میں نے اس کی معذرت قبول کی۔ بعد ازاں وہ کھانا ہم دونوں نے مل کر کھایا، جو بچا میں نے اسی کو دیدیا اور اس رقم سے بھی کچھ میں نے اسے عطا کیا۔[38] (قلائد الجواہر)

قطعِ نظر واقعاتِ مذکورہ کے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مادر زاد ولی (پیدائشی) ہونے پر اُمتِ مسلمہ کا اتفاق ہے اور ولی اللہ بحیثیت ولایت کے سنِ طُفولیّت و کُہولیّت (بچپن اور بلوغت) کا محتاج نہیں، ایسے عَوارض (مشکل حالات یا رکاوٹیں) اس کی ولایت کو حائل (رکاوٹ ڈالنے والے) نہیں۔ علاوہ ازیں، نبوت ولایت کا عکس (آئینہ) مُسلّم ہے اور نبوت کے لئے مخالفین کو انکار نہیں ہو سکتا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کا طُفولیت میں گفتگو کرنا اور علم و شعور (فہم و ادراک) نصِّ قطعی سے ثابت ہے۔ حضور (غوثِ اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام کا بولنا بھی عند المخالفین (مخالفین کے نزدیک بھی) مُسلّم ہے۔ بلکہ متعدد اَولیاء کرام کے لئے بچپن کا روزہ اور دیگر شعوری باتیں منقول ہیں۔ مثلاً حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی بعض روایات سے ثابت ہے۔

بخاری شریف و دیگر احادیث کی کُتُب میں خورد سال بچوں (چھوٹے بچوں) کے واقعات منقول ہیں، ان میں اَولیاء وغیرہ کا ذکر ہے۔ قرآنِ مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہد (گواہ) کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی بہترین دلیل ہے، جبکہ اس نے پورے وُثوق (بھروسے) اور نہایت پختہ دلیل سے یوسف علیہ السلام کے متعلق شہادت پیش کی۔ سورۃ یوسف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلٰى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان

(38) قلائد الجواهر (بتحقيق أحمد فريد المزيدي) , رقم الصفحة 195 , 196.